البقرۃ: 47 [تالیف: بنت عبدالشکور]

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ

(اے بنی اسرائیل! تم میری وہ نعمت یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی اور بے شک میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی۔)

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ (اے بنی اسرائیل! تم سب میری نعمتوں کو یاد کرو)

البقرۃ: 40 میں اللہ تعالیٰ نے مختصر طور پر بنی اسرائیل کو اپنی نعمتیں یاد دلائی تھیں۔ اب اس (47) آیت سے انہی نعمتوں کو تفصیل سے بیان کرنا شروع کیا ہے۔ قرآن میں اس طرح کسی بات کو پہلے مختصر اور پھر تفصیل سے بیان کرنا نصیحت کا بہت مؤثر اور دل پر اثر کرنے والا انداز ہے، تاکہ سننے والا اللہ کی نعمتوں کو اچھی طرح سمجھے، اُن کی قدر کرے اور اُن پر شکر ادا کرے۔

یہاں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو حکم دے رہے ہیں کہ میری عطا کی ہوئی نعمتوں کو یاد رکھو، اُن کا شکر ادا کرو اور میری نافرمانی نہ کرو۔

نعمتوں کو یاد کرنے کا مطلب:-

1> نعمتوں کو زبان سے بیان کرکے اللہ کی تعریف کرے اور شکر کرے۔
2> اللہ کا دل سے شکر ادا کرنا۔ دل سے یہ ماننا کہ ہر نعمت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔
3> اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کو اُس کی رضا کے مطابق اُس کی اطاعت اور جائز کاموں میں استعمال کرنا۔ یعنی عمل سے بھی شکر ادا کرے۔

روزانہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کریں، اُن پر الحمدللہ کہیں اور اپنی صحت، وقت، مال، علم اور صلاحیتوں کو اللہ کی رضا کے مطابق استعمال کریں۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ مزید نعمتیں عطا فرماتا ہے۔

ابراہیم: 7 ← لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا۔)

چاہے نعمت بڑی ہو یا چھوٹی، ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ شکرگزاری مومن کی اہم صفت ہے۔

الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ ([وہ نعمت] جو میں نے تم پر کی تھیں)

اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اُن نعمتوں کو یاد دلا رہے ہیں جو اُن کے آباء و اجداد پر کی گئی تھیں۔
یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ رسولؐ کے زمانے کے بنی اسرائیل [یہود] پر یہ تمام نعمتیں براہِ راست نہیں کی گئی تھیں، بلکہ اُن کے پہلے لوگوں پر کی گئی تھیں۔

آباؤ اجداد پر کیے گئے احسانات کو اولاد کی طرف منسوب کرنے کی حکمت:-

1> چونکہ بعد کے بنی اسرائیل بھی اسی قوم اور نسل سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے قرآن نے اُن کے آباؤ اجداد پر کی گئی نعمتوں کو پوری قوم کی طرف منسوب کرکے انہیں یاد دلا دیا۔
2> عربی زبان کے انداز میں یہ بات عام ہے کہ کسی قوم کے بزرگوں پر کیے گئے احسانات کو اُن کی اولاد کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے کیونکہ اولاد اپنے آباؤ اجداد کی نسبت سے پہچانی جاتی ہے۔
3> بعض نے یہ حکمت بتائی کہ آباؤ اجداد پر کی گئی نعمتوں کا اثر اور فائدہ اُن کی اولاد تک بھی پہنچا۔ مثلاً ان کے آباؤ اجداد نے بچھڑے کو معبود بنایا تو اس شرک کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول کرلی۔ اگر توبہ قبول نہ ہوتی تو سارے بنی اسرائیل ختم ہو جاتے۔ پھر آج بنی اسرائیل ہوتے ہی نہیں۔ اسی طرح ان کے کچھ لوگوں کو موت دینے کے بعد دوبارہ زندہ کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ انہیں زندہ نہیں کرتا تو آج یہ نہیں ہوتے۔ اس لیے اولاد کو بھی اُن نعمتوں کو یاد کرنے اور اللہ کا شکر ادا کرنے کی دعوت دی گئی۔

بنی اسرائیل کے آباؤ اجداد پر کی گئی بڑی نعمتیں:-

1> فرعون کے ظلم اور غلامی سے نجات دینا۔
2> سمندر کو چیر کر راستہ بنانا۔
3> صحرا میں پانی اور من و سلویٰ کا رزق عطا کرنا۔
4> بادلوں کا سایہ کرنا۔
5> تورات اور دوسری آسمانی کتابیں نازل کرنا۔
6> اُن میں ایک کے بعد ایک بے شمار انبیاء بھیجنا۔
7> عزت، حکومت، بادشاہت اور دینی رہنمائی عطا کرنا۔

سلیمانؑ کی بادشاہت صرف انسانوں پر ہی نہ تھی بلکہ جنات پر، چرند پرند اور حشرات وغیرہ پر بھی تھی۔ ہوا اور لوہا بھی مسخر کیا گیا۔ پیتل کے چشمے بہا دیے گئے۔ اور بے شمار نعمتیں جو کسی اور قوم کو اس طرح نہیں ملی جس طرح بنی اسرائیل کو ملی تھی۔

وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (اور [یہ بھی یاد کرو کہ] میں نے تمہیں [تمہارے زمانے کے] تمام لوگوں پر فضیلت دی۔)

اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو ایک اور بڑی نعمت یاد دلا رہے ہیں کہ اُن کے آباؤ اجداد کے زمانے میں اللہ نے انہیں خاص مقام اور فضیلت عطا فرمائی تھی۔

بنی اسرائیل کی فضیلت: عارضی یا دائمی؟:-

بنی اسرائیل کو اُن کے زمانے کے لوگوں پر فضیلت دی گئی تھی، نہ کہ ہر زمانے کی ہر امت پر۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کو بہترین امت قرار دیا۔

امت محمدیہ تمام امتوں میں بہترین ہے:-

آل عمران: 110 ← كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (تم بہترین امت ہو جو لوگوں [کی رہنمائی] کے لیے پیدا کی گئی ہے۔)

ترمذی [حسن]:- "تم ستر (70) امتوں کی تعداد مکمل کرنے والے ہو، اور تم ان سب میں بہترین اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والے ہو۔"
[یعنی امتِ محمدیہ ستر امتوں کی تعداد مکمل کرنے والی آخری امت ہے، اور ان سب امتوں میں سب سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والی ہے۔]

بخاری:- رسولؐ نے فرمایا: "سب سے بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ جو اُن کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو اُن کے بعد آئیں گے ..."

رسولؐ تمام انسانوں کے سردار ہیں:
مسلم:- رسولؐ نے فرمایا: "میں قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں۔"

قرآن کی آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ کی امت تمام امتوں میں افضل ہیں اور خود رسولؐ قیامت کے دن تمام آدم کی اولاد کے سردار ہوں گے۔ اس لیے بنی اسرائیل کی فضیلت وقتی تھی، جبکہ امتِ محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے آخری اور بہترین امت کا مقام عطا فرمایا۔ کسی کو عزت و فضیلت کسی ذمہ داری کے ساتھ ملتی ہے۔ جب انسان اُس ذمہ داری کو سنبھالتا ہے، اُس عہدے کا پاس رکھتا ہے تو پھر اُسکی عزت و فضیلت میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتا تو وہی چیز اُس کے لیے ذلت و رسوائی کا باعث بن جاتی ہے۔ اس لیے خود ہدایت پر رہ کر دوسروں کی بھی رہنمائی کرو۔ بحرحال! اب امت محمدیہ کو اپنی ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں ورنہ رسوائی و ذلت کا سامنا کرنا ہوگا۔

سبق:-

1> اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو اُس کی رضا کے مطابق استعمال کرنا حقیقی شکر ہے۔
2> شکر صرف زبان سے نہیں، بلکہ دل کے یقین، زبان کی حمد اور عمل کی اطاعت سے مکمل ہوتا ہے۔
3> قوموں کی عزت اور فضیلت اللہ کی اطاعت اور شکرگزاری سے قائم رہتی ہے اور نافرمانی سے ختم ہو جاتی ہے۔
4> آباؤ اجداد پر کیے گئے اللہ کے احسانات سے بھی سبق حاصل کرنا چاہیے اور اُن نعمتوں کی قدر کرنی چاہیے۔
5> بنی اسرائیل کی فضیلت اُن کے زمانے تک محدود تھی، جبکہ امتِ محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے آخری اور بہترین امت کا شرف عطا فرمایا۔

Compiled by: Bint A. Shakoor
(As-Saajidoon)